حصہ دوم

باب 8

عرب واہل عرب

سوال: عرب کی وجہ تسمیہ، جغرافیائی حدوداور باشندوں کے متعلق نوٹ تحریر کیجئے۔

جواب عرب کی وجہ تسمیہ، جغرافیائی حدوداور باشندے

عرب کی وجہ تسمیہ:

ملک عرب کوعرب کیوں کہا جاتا ہے؟اس سلسلہ میں مختلف آراء ہیں لیکن عموماً معروف یہی ہے کہ عرب کالفظی معنی فصاحت اور زبان آوری ہے اور چونکہ عرب کواپنی زبان دانی پر بہت ناز تھا اس لئے وہ اپنے آپ کوعرب اور باقی دنیا کوعجم (گونگا) کہا کرتے تھے اور اسی وجہ سے ان کا ملک بھی عرب کے نام سے معروف ہوا۔ دوسری اہم رائے یہ ہے کہ عرب دراصل عربتہ تھا کہ جس کا معنی صحرا کا ہے اور چونکہ عرب کا علاقہ اکثر صحرا پر ہی مشتمل ہے اس لئے اسے عربتہ کہا جاتا تھا کہ جو بعد میں عرب ہو گیا۔

عرب کی جغرافیائی حدود:

حدود اربعہ: جزیرہ نمائے عرب تین اطراف سے تقریباً مکمل طور پر پانی میں گھرا ہوا ہے اور صرف ایک طرف خشکی ہے۔ تین اطراف سے تقریباً ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ مشرق کی سمت اگرچہ اکثر پانی میں ہی گھری ہوئی ہے لیکن بہر حال اس طرف جنوبی عراق کا کچھ علاقہ بھی آتا ہے جو کہ خشکی پر مشتمل ہے۔ مغرب میں صحرائے سینا ہے لیکن عرب اور صحرائے سینا کے درمیان بھی بحیرۂ قلزم کی ایک باریک سی پٹی گزر رہی ہے کہ جس کی وجہ سے یہاں بھی عرب کی سرحد درحقیقت پانی سے ہی مل رہی ہے۔ عرب کا حدود اربعہ اس طرح سے ہے:

مشرق: خلیج فارس یا جسے خلیج عرب بھی کہا جاتا ہے، خلیج عمان یا اومان، جنوبی عراق۔

مغرب: بحیرۂ قلزم یا جسے بحیرۂ احمر بھی کہا جاتا ہے، خلیج عدن، صحرائے سینا۔

جنوب: بحیرۂ عرب کہ جسے بحر ہند ہی کا پھیلاؤ کہا جا سکتا ہے۔

شمال: شمالی عراق، اردن وشام۔

طبعی وجغرافیائی اہمیت: جزیرہ نما عرب کو طبعی وجغرافیائی لحاظ سے بہت اہمیت حاصل ہے۔ بیرونی طور پر تین اطراف سے پانی میں اور اندرونی طور پر ہر طرف سے صحراؤں اور ریگستانوں میں گھرا ہونے کی وجہ سے یہ دفاعی لحاظ سے نہایت مضبوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ قدیم میں ایران وروم جیسی بڑی سلطنتوں کے قریبی علاقے یا یمن کا علاقہ روم وایران کے زیر اثر تھا۔ یمن کا علاقہ بھی ایک طویل عرصہ تک تقریباً آزاد رہا لیکن پھر ذونواس حمیری نے عیسائیوں پر جو مظالم ڈھائے ان کی پاداش میں روم نے حبشہ کے ذریعے یمن پر تسلط حاصل کر لیا۔ عرب کے جغرافیہ کو تجارتی لحاظ سے بھی اہمیت حاصل ہے۔ ایشیا کے علاوہ یورپ وافریقہ سے بھی عرب کا تقریباً ہمسائیگی کا تعلق ہے۔

عرب کے باشندے:

مؤرخین نے عرب کے باشندوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: عرب بائدہ، عرب عاربہ اور عرب مستعربہ۔

عرب بائدہ: عرب بائدہ عرب کی ان قدیم اقوام کو کہا جاتا ہے کہ جو بالکل ناپید ہو چکی ہیں، مثلاً عاد، ثمود، طسم، جدیس، عمالقہ وغیرہ۔

عرب عاربہ: انہیں قحطانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا اصل وطن یمن کا علاقہ تھا اور حمیر اور کہلان ان کے دو بڑے قبیلے تھے۔ حمیری یمن کے علاقہ میں ہی رہے یمن پر حبشہ کے تسلط سے پہلے یہاں حمیریوں ہی کی حکومت تھی۔ کہلان کی مختلف شاخیں عرب کے مختلف اطراف میں پھیل گئیں۔ مدینہ کے اوس و خزرج، مکہ میں بنو خزاعہ، شام میں آلِ غسان کہ جنہوں نے ملک شام پر مضبوط حکومت بھی قائم کی، حیرہ کے لخمی کہ جنہوں نے شاہان آلِ منذر کے نام سے حیرہ پر حکومت کی یہ سب کہلان ہی میں سے تھے۔ حمیریوں میں سے بنو قضاعہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یمن چھوڑ کر عراق میں رہائش اختیار کی تھی لیکن کیا واقعی بنو قضاعہ حمیری تھے؟ اس میں مؤرخین کا کافی اختلاف ہے۔

عرب مستعربہ: انہیں عدنانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم سے مکہ میں چھوڑا تو یمن کا ایک قبیلہ بنو جرہم بھی حضرت ہاجرہ کی اجازت سے یہاں آباد ہو گیا۔ حضرت اسماعیلؑ کے جوان ہونے کے بعد اسی قبیلہ میں آپؑ کی یکے بعد دیگرے دو شادیاں ہوئیں۔ بنو جرہم سے ہی آپؑ نے عربی سیکھی تھی۔ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے کہ جن سے بنو اسماعیل کے بارہ قبائل بنے۔ لیکن ان میں سے صرف دو یعنی نابت یا نبایوط اور قیدار کی اولاد ہی معروف ہوئی۔ نابت یا نبایوط کی اولاد نبطی کہلائی اور قیدار ہی کی نسل سے پھر عدنان پیدا ہوا کہ جس کی نسبت سے اگلی نسل عدنانی کے نام سے معروف ہوئی۔ اسی عدنان تک حضور اکرم ﷺ کا شجرہ نسب بھی یقینی طور پر معلوم ہے۔ پھر عدنان کی اولاد پھیلتے ہوئے کئی قبیلوں میں تقسیم ہوئی اور اسی کی اولاد میں سے فہر بن مالک نامی ایک شخص کا لقب قریش تھا اور اس کی نسل قریش کہلانے لگی۔ بنو اسماعیلؑ آہستہ آہستہ عرب بلکہ بیرون عرب میں بھی پھیل گئے۔

سوال: قبل از اسلام، عربوں کی اخلاقی و مذہبی حالت کا جائزہ لیجئے۔

☆ اسلام سے پہلے عربوں کی اخلاقی و معاشرتی حالت پر نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2009ء)

جواب: قبل از اسلام عربوں کی اخلاقی و مذہبی حالت

اخلاقی حالت:

بعض اخلاقی خرابیاں: ظہور اسلام کے وقت عربوں میں بہت سی اخلاقی برائیاں پائی جاتی تھیں۔ ذیل میں ہم ان کی بعض اخلاقی برائیوں اور خرابیوں کا تذکرہ کر رہے ہیں:

1- شراب نوشی: عربوں میں شراب نوشی نہایت عام تھی۔ کئی طرح کی شراب کشید کی جاتی اور عام استعمال کی جاتی۔ شراب نوشی کی باقاعدہ محفلیں سجائی جاتیں اور اس پر فخر کیا جاتا۔

2- قمار بازی: شراب کے علاوہ عربوں میں جوا بھی نہایت عام تھا۔ جوے میں بڑی بڑی رقمیں داؤ پر لگائی جاتیں۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی تو اپنے بیوی بچوں تک کو بھی داؤ پر لگا دیا جاتا۔

3- زنا کاری: زنا اور بدکاری کا بھی عام رواج تھا اور اسے برائی یا عار نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ زنا کاری کے قصے عام بیان کئے جاتے۔ زنا کاری کے متعلق صرف ایک مثال سے عربوں کی اخلاقی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امراؤ القیس عرب کا مشہور شاعر تھا اور وہ اپنی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ اپنی زنا کاری کے قصے کو باقاعدہ نظم کی صورت میں بیان کرتا ہے اور اس کی یہ نظم فصاحت و بلاغت کی بناء پر خانہ

کعبہ کے ساتھ آویزاں کی گئی۔

4- سنگدلی و بے رحمی: عرب انتہا درجہ کے سنگ دل و بے رحم بھی تھے۔ زندہ جانوروں پر تیراندازی کی مشق کی جاتی' زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ لیا جاتا۔ جانور تو جانور انسانوں کے ساتھ بھی ایسے سلوک روا تھے۔ غلاموں اور قابو آجانے والے دشمنوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ عربوں کی سنگ دلی و بے رحمی کا اندازہ مکی دور میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ان کے مظالم سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

5- لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا: بعض عربوں میں بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینے کا بھی رواج موجود تھا اگرچہ یہ رواج بہت زیادہ عام نہیں تھا۔

6- غلاموں سے غیر انسانی سلوک: غلاموں کے ساتھ نہایت غیر انسانی قسم کا سلوک کیا جاتا۔ ان سے سخت محنت لی جاتی اور اس کے بدلے انہیں کسی قسم کی مراعات حاصل نہیں تھیں۔ انہیں معمولی غلطیوں پر سخت سزائیں دی جاتیں۔

7- عورتوں سے بدسلوکی: عورتوں سے بھی عرب نہایت غیر مناسب سلوک کرتے۔ تعدد ازدواج پر کوئی پابندی نہیں تھی' عورت کو تنگ کرنے کے لئے بار بار طلاق دے کر رجوع کرتے۔

8- فحاشی و بے حیائی: فحاشی و بے حیائی بھی عام تھی۔ بعض لوگ تو خانہ کعبہ کا طواف بھی عریاں حالت میں کرتے۔ شعراء اپنے اشعار میں اپنی محبوباؤں کے ایک ایک عضو کا ذکر کر کے اس کی فحش انداز میں تعریف کرتے۔

9- لوٹ مار: ڈاکہ زنی اور لوٹ مار بھی عربوں میں عام تھی۔ قریش کے قافلے احترام کی وجہ سے اس لوٹ مار سے محفوظ تھے لیکن ان کے علاوہ کوئی بھی محفوظ نہیں تھا۔

10- لڑائی جھگڑے: عربوں میں لڑائی جھگڑے بھی عام تھے۔ جانوروں کو پہلے پانی پلانے یا دوڑ میں گھوڑا آگے بڑھانے جیسی معمولی باتوں سے شروع ہو جانے والی جنگ سالہا سال چلتی۔

11- سود خواری: سود بھی عربوں میں نہایت عام تھا۔ مقروض اگر وقت پر رقم اور سود ادا نہ کر سکتا تو سود کی شرح میں اضافہ کر کے اسے مزید تنگ کیا جاتا۔

بعض اخلاقی محاسن:

عربوں میں اگرچہ بہت سی اخلاقی برائیاں موجود تھیں لیکن وہ اچھے اخلاق سے بھی یکسر عاری نہیں تھے' بلکہ ان میں بہت سی اچھائیاں اور خوبیاں بھی موجود تھیں۔ ذیل میں ہم ان کے اخلاقی محاسن کا جائزہ لے رہے ہیں:

1- سخاوت: عرب انتہا درجے کے سخی اور فیاض تھے۔ حاتم طائی عرب ہی تھا کہ جس کی سخاوت ضرب المثل بن چکی ہے۔ اشعار میں اپنی سخاوت کے قصے بیان کرنے کا بھی رواج تھا۔

2- مہمان نوازی: مہمان نوازی میں بھی عرب اپنی مثال آپ تھے۔ اجنبی مہمان کی بھی اس طرح مہمان نوازی کی جاتی کہ جیسے وہ کوئی قریبی عزیز ہو۔

3- وفائے عہد: عہد و معاہدے کی پابندی بھی عربوں میں بہت زیادہ تھی۔ وعدہ وفا کرنے کے لئے اپنی جان تک لڑا دیا کرتے تھے۔

4- شجاعت و بہادری: عرب انتہا درجے کے شجاع اور بہادر بھی تھے۔ جنگوں میں بہادری کے جوہر دکھائے جاتے اور اس پر فخر کیا جاتا۔

5- خودداری: عربوں کی خودداری بھی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ اپنی یا اپنے قبیلے کی تحقیر و توہین کسی صورت میں بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ لیکن ان کی یہ خودداری کسی حد تک قبائلی عصبیت سے بھی جا ملی تھی اور یہ صرف خودداری ہی نہیں رہی تھی بلکہ انا بن چکی تھی۔

6- آزاد فطرت: عرب فطری طور پر آزادی پسند تھے اور کسی بھی طاقت کی محکومی اور غلامی برداشت نہیں کرتے تھے۔

مذہبی حالت

عرب کے مختلف مذاہب:

اگرچہ عرب کی اکثریت بت پرست تھی لیکن اس کے علاوہ بھی عرب میں کئی مذاہب اور عقائد کے لوگ موجود تھے۔ ذیل میں ہم عرب میں موجود مختلف مذاہب وعقائد کا جائزہ لے رہے ہیں:

1- بت پرستی: عرب کی اکثریت بت پرستی میں مبتلا تھی۔ عمرو بن لحی نامی ایک شخص کہ جس کا اصل نام ربیعہ بن حارثہ تھا ملک شام میں گیا اور وہاں کے لوگوں کو بتوں کی پرستش کرتے دیکھا۔ اسے یہ طریقہ پسند آیا اور وہ واپسی پر اپنے ساتھ کچھ بت لے آیا کہ جن میں سب سے اہم بت ہبل کا تھا۔ اس نے ہبل کا بت خانہ کعبہ کی چھت پر نصب کر دیا اور عربوں کو اس کی پرستش کی دعوت دی۔ عربوں کو یہ بات بہت پسند آئی اور بت پرستی بہت تیزی سے پھیل گئی۔ عرب کے قدیم ترین بتوں میں دوسرا اہم بت منات کا تھا کہ جو بحیرہ احمر کے کنارے قدید کے قریب مشلل کے مقام پر نصب تھا۔ تیسرا بڑا بت عزّیٰ کا تھا جو کہ وادئ نخلہ میں نصب تھا۔ اس کے علاوہ لات کا بت طائف میں تھا اور اساف اور نائلہ کے بت بھی اہم تھے۔ قوم نوحؑ کے بت ودّ سواع' یغوث' یعوق اور نسر بھی گوشۂ گمنامی میں سے نکال لئے گئے تھے اور ان کی بھی پرستش ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں گھر گھر میں بت رکھے جا چکے تھے اور حد تو یہ کہ خانہ کعبہ کو بھی بتوں سے بھر دیا گیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا تو خانہ کعبہ میں 360 بت موجود تھے۔

2- مظاہر پرستی: بتوں کے علاوہ سورج' چاند' ستاروں اور سیاروں وغیرہ کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔ یمن کے کچھ حمیری سورج کی' بنوکنانہ کا ایک طبقہ چاند کی' بنوقیس شعریٰ ستارے کی' بنواسد عطارد کی اور لخمی مشتری کی پرستش کیا کرتے تھے۔

3- عیسائیت: عرب میں بہت سے لوگ عیسائی بھی تھے۔ ربیعہ اور غسان کے قبائل کی اکثریت عیسائی مذہب قبول کر چکی تھی۔ مکہ میں بھی چند افراد عیسائیت اختیار کر چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت حضرت خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئی تھیں جو کہ عیسائی تھے۔

4- یہودیت: عرب میں یہودیوں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ حمیر اور کنانہ کے قبائل میں بہت سے لوگ یہودی تھے۔ مدینہ میں یہود کو سیاسی لحاظ سے کافی غلبہ حاصل تھا۔ بنوقینقاع' بنونضیر اور بنوقریضہ یہود کے اہم قبائل تھے۔ خیبر کے مضبوط قلعے بھی یہودی کے پاس تھے۔

5- مجوسیت: بنوتمیم کی اکثریت مجوسی تھی۔ یہ لوگ آگ کی پرستش کیا کرتے۔ مجوسیت میں سگی بیٹی سے شادی جائز تھی' اسی لئے بنوتمیم کے رئیس ازراہ تمیمی نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی تھی اگرچہ بعد میں وہ اس پر نادم بھی ہوا۔

6- دہریت: عرب میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے کہ جو وجود باری تعالیٰ کے منکر تھے۔ ان روشن خیالوں کے ہاں ''جو کچھ ہے زمانہ ہی ہے اور خدا کا کوئی وجود نہیں ہے'' کا نظریہ پایا جاتا تھا۔

7- حنیفیت: عرب میں چند افراد ایسے بھی تھے کہ جو بت پرستی اور مظاہر پرستی وغیرہ جیسی خرافات سے متنفر تھے اور ایک ذات وحدہ لاشریک کا اعتقاد رکھتے تھے۔ انہیں حنیف کہا جاتا تھا اور یہ حضرت ابراہیمؑ کے مذہب کے پیروکار ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ زید بن عمرو بن نفیل کا نام اس سلسلہ میں معروف ہے۔ عرب کے مشہور شاعر امیہ بن ابی صلت کے متعلق بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دین حنیف ہی کا پیروکار تھا۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی سے فرمائش کر کے اس کے ایک سو شعر سنے تھے۔

سوال: قبل از اسلام عربوں کی سیاسی اور سماجی و معاشرتی حالت کا جائزہ لیجئے۔

جواب

قبل از اسلام عربوں کی سیاسی اور سماجی و معاشرتی حالت

سیاسی حالت:

ظہور اسلام کے وقت عرب ایک متحد سیاسی قوت نہیں تھے اور نہ ہی عرب کی کوئی متحدہ حکومت تھی بلکہ عرب کے کچھ علاقوں میں کسی نہ کسی انداز میں مختلف حکومتیں قائم تھیں اور باقی عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ ذیل میں ہم عرب کی حکومتوں اور مجموعی سیاسی حالت کا جائزہ لے رہے ہیں:

عرب کی حکومتیں:

یمن: ظہور اسلام سے ایک صدی قبل تک یمن تقریباً آزاد تھا اور اس پر حمیری قوم کی خود مختار بادشاہت قائم تھی، لیکن 523ء میں جب یہاں کے یہودی بادشاہ ذونواس حمیری نے عیسائیوں پر مظالم کیے تو قسطنطنیہ کی رومی سلطنت کی سرپرستی میں اور اسی کے بحری بیڑے کی مدد سے حبشیوں نے ارباط اور ابرہہ کی قیادت میں یمن پر حملہ کر دیا اور 525ء میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ ارباط حاکم بنا لیکن کچھ عرصہ بعد ابرہہ نے حکومت پر قبضہ جما لیا۔ 571ء میں اسی ابرہہ نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی اور اس کے نتیجہ میں حبشیوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا اور اہل یمن نے بھی ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فارس (ایران) سے مدد طلب کر لی اور حبشیوں سے آزادی حاصل کر کے معدیکرب کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد کچھ حبشیوں نے معدیکرب کو ہلاک کر دیا اور اس کے بعد فارس نے صنعاء پر اپنا فارسی النسل گورنر مقرر کر دیا۔ اس طرح یمن روم اور حبشہ کی غلامی سے نکل کر فارس کی غلامی میں آ گیا۔

حیرہ: حیرہ پر بھی اگرچہ حکومت قائم تھی لیکن یہ بھی آزاد نہیں تھی بلکہ ایک طویل عرصہ سے کسریٰ فارس ہی کے پاس کنٹرول تھا، یہاں تک کے حیرہ کے حکمرانوں کی نامزدگی تک کسریٰ ہی کیا کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ذی قار کے میدان میں فارسیوں کی شرمناک شکست کے باوجود کسریٰ کا کنٹرول ختم نہ ہو سکا، بلکہ اب تو حیرہ پر باقاعدہ فارسی النسل حاکم مقرر کر دیا گیا۔

شام: شام پر پہلے ضجاعمہ اور پھر آل غسان کی حکومت ایک طویل عرصہ سے چلی آ رہی تھی لیکن یہ بھی خود مختار نہیں تھی بلکہ مکمل طور پر روم کے زیر اثر تھی۔

حجاز: حجاز میں اگرچہ باقاعدہ کوئی حکومت قائم نہیں تھی لیکن قریش کو بہر حال عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور عملی طور پر انہی کی قیادت و سیادت کو تسلیم کیا گیا تھا۔

عرب کے دیگر علاقے: باقی تمام عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ ہر قبیلے کا اپنا الگ سردار اور الگ نظام حکومت تھا۔ حجاز کی حکومت کو البتہ پورے عرب میں قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

مجموعی سیاسی حالت: مجموعی طور پر عرب اپنی محفوظ جغرافیائی حدود کے باوجود سیاسی لحاظ سے نہایت غیر مستحکم تھا۔ کوئی متحدہ سیاسی طاقت یا حکومت نہیں تھی کہ جو پورے عرب کو متحد رکھ کر انتظام چلا سکے۔ جن علاقوں پر کچھ باقاعدہ حکومتیں قائم تھیں وہ روم و فارس کی غلامی کا طوق پہنے ہوئے تھیں اور باقی عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ قبائل کی آپس میں ہر وقت لڑائیاں چلتی رہتیں۔

سماجی و معاشرتی حالت: عرب کی سماجی و معاشرتی حالت کا ہم چار پہلوؤں سے جائزہ لے سکتے ہیں: اپنے قبیلے سے معاشرتی تعلقات، دیگر قبائل سے معاشرتی تعلقات، خاندانی نظام اور مجموعی سماجی رویہ۔

1-اپنے قبیلے سے معاشرتی تعلقات: عرب کے مختلف قبائل کے اپنے قبیلے کی حد تک سماجی و معاشرتی تعلقات نہایت مضبوط تھے۔ اپنے قبیلے کے ہر فرد کی مدد کرنا ان کا نصب العین ہوتا تھا۔ اگر اپنا قبیلہ غلطی پر بھی ہوتا تو بھی اپنے قبیلے کی ہی حمایت کی جاتی اور انتہائی تعصب کا مظاہرہ کیا جاتا۔ یہ رویہ اگرچہ نہایت غلط اور نامناسب ہے لیکن بہرحال اس سے ان کی اپنے قبیلے کی حد تک سماجی و معاشرتی تعلقات کی مضبوطی کا اندازہ ہوتا ہے۔

2- دیگر قبائل سے معاشرتی تعلقات: عرب ایک طرف اپنے قبیلے سے نہایت مضبوط سماجی و معاشرتی روابط اور تعلقات رکھتے تھے اور دوسری طرف دیگر قبائل سے عموماً کسی بھی قسم کے معاشرتی تعلقات قائم کرنے کے حق میں نہیں ہوتے تھے۔ قبائل کی ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ ٹھنی رہتی۔ البتہ بعض قبائل جب ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور دوستی کے معاہدے کر لیتے تو پھر اپنے دوست قبائل کے لئے بھی بالکل وہی رویہ رکھتے کہ جو خود اپنے قبیلے کے ساتھ ہوتا۔

3- خاندانی نظام: خاندان پہلا معاشرتی ادارہ ہے اور نہایت اہم ہے۔ عربوں میں نکاح کی مختلف صورتیں رائج تھیں' مثلاً گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کا طرز کہ جو نکاح کی صحیح صورت ہے اور جسے اسلام نے بھی برقرار رکھا ہے' کچھ رقم کے بدلے کچھ عرصے کے لئے نکاح کہ جس کو نکاح متعہ کہا جاتا' شریف اولاد کے حصول کے لئے اپنی بیوی کو کسی بڑے آدمی کے پاس بھیجنا کہ جس کو نکاح استبضاع کہا جاتا وغیرہ لیکن اسلام نے صرف معروف معنوں میں نکاح کی صورت ہی کو جائز رکھا اور باقی سب کی ممانعت کر دی۔ خاندان میں بھائیوں کے آپس کے تعلقات عموماً مثالی قسم کے ہوتے۔ خاندان کی عورتوں کو البتہ حقوق سے تقریباً محروم ہی رکھا جاتا۔

4- مجموعی سماجی رویہ: رویے کے لحاظ سے عرب کی معاشرتی حالت کافی ابتر تھی۔ اگرچہ ان میں سخاوت' مہمان نوازی' ایفائے عہد' شجاعت و بہادری' خودداری اور آزاد منش ہونے جیسے اچھے رویے بھی موجود تھے لیکن ان کی ان خوبیوں کو شراب نوشی' قمار بازی' زناکاری' سنگدلی و بے رحمی' بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے' عورتوں اور غلاموں سے نامناسب سلوک' فحاشی و بے حیائی' لوٹ مار' لڑائی جھگڑوں اور سود خواری وغیرہ جیسی برائیوں نے نہایت پیچھے چھپا ڈالا تھا۔

سوال: قبل از اسلام' عربوں کی معاشی' ادبی اور تہذیبی وتمدنی حالت کا جائزہ لیجئے۔

جواب: قبل از اسلام عربوں کی معاشی' ادبی اور تہذیبی وتمدنی حالت

معاشی حالت:

عرب قبائل کی آپس کی ہر وقت کی لڑائیوں اور لوٹ مار عام ہونے کی وجہ سے ان کی اقتصادی و معاشی حالت تباہ ہو چکی تھی۔ غربت اور افلاس عام تھے۔ بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی بھی عام افراد کے لئے مشکل ہوتی جا رہی تھی۔ ذیل میں ہم عرب کی اقتصادی و معاشی حالت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لے رہے ہیں:

تجارت: چونکہ صرف حرمت والے مہینے ہی امن و امان کے ہوتے تھے لہٰذا صرف انہی مہینوں میں صحیح طرح تجارت ممکن تھی۔ عکاظ ذی المجاز اور مجنہ وغیرہ کے تجارتی میلے صرف حرمت والے مہینوں میں ہی لگتے۔ قریش کو البتہ تجارت میں سارا سال امن و امان کی سہولت حاصل تھی۔ ان کے احترام کی وجہ سے ان کے تجارتی قافلے لوٹ مار سے محفوظ رہتے۔ حضور اکرم ﷺ کے پردادا ہاشم بن عبد مناف نے قریش کو تجارت کی طرف مائل کیا اور پھر ہاشم اور ان کے بھائیوں نے شام' حبشہ' یمن' عراق اور فارس سے تجارتی مراعات بھی حاصل کر لیں۔ اس لحاظ سے قریش تجارت میں باقی عرب سے آگے تھے۔

زراعت وگلہ بانی: عرب کے عام افراد کا پیشہ عموماً زراعت اور گلہ بانی تھا۔ لیکن زراعت وگلہ بانی کے لئے بھی بہرحال پرامن ملکی حالات کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے جو کہ یہاں ناپید تھے۔ قحط سالی کا بھی اکثر سامنا رہتا۔

صنعت: صنعت کے میدان میں عرب بہت زیادہ پیچھے تھے۔ اندرونِ عرب میں تو صنعت کی طرف بالکل بھی رجحان نہیں تھا، البتہ بعض سرحدی علاقوں میں چمڑے کی دباغت وغیرہ کی شکل میں چند صنعتیں موجود تھیں۔

ادبی حالت: عربوں میں زبان وادب کا کافی ذوق موجود تھا۔ ذیل میں ہم ان کی ادبی حالت یا صورتحال کے چند پہلوؤں کا جائزہ لے رہے ہیں:

زبان پر ناز: عربوں کو اپنی زبان دانی پر بہت زیادہ ناز تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو عرب کہتے کہ جس کا معنی فصاحت اور زبان آوری کا ہے اور باقی دنیا کو عجم کہتے کہ جس کا معنی گونگا ہے۔ دیہاتی زبان کو زیادہ فصیح وبلیغ سمجھا جاتا تھا اور شہری لوگ اپنے بچوں کو پرورش کے لئے دیہاتی دائیوں کے سپرد کر دیتے تاکہ دیہاتی ماحول میں اُن کی صحت مند پرورش بھی ہو اور ان کی زبان بھی فصیح ہو۔ خود حضور اکرم ﷺ کو بھی ان کی والدہ نے دیہاتی ماحول میں بھیجا تھا۔

شعری ذوق: عربوں میں شعری ذوق بہت زیادہ تھا اور ہر دوسرا آدمی شاعر نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے شعراء کا عمدہ سمجھا جانے والا کلام خانہ کعبہ کے ساتھ آویزاں کیا جاتا۔

شاعری کے مضامین: عربوں کی شاعری میں زیادہ تر ان کی جنگوں کے احوال اور شجاعت و بہادری کے قصے نظر آتے ہیں، البتہ عشقیہ مضامین پر بھی بہت زیادہ شاعری کی گئی ہے۔ عشقیہ شاعری میں کئی دفعہ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اکثر اوقات اخلاق کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا۔ شعراء اپنی محبوباؤں کے ایک ایک عضو کا نام لے کر نہایت فحش انداز میں ان کی تعریف کرتے۔ مشہور عرب شاعر امراؤ القیس نے اپنی پھوپھی زاد بہن سے اپنی بدکاری کے قصے کو نظم کیا اور اسے شاعری کا اعلیٰ نمونہ قرار دیتے ہوئے خانہ کعبہ پر آویزاں کیا گیا۔

تہذیبی وتمدنی حالت: عربوں کی تہذیبی وتمدنی حالت پورے عرب میں یکساں نہیں تھی بلکہ ہم اسے دو مختلف حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: اندرون عرب کی تمدنی حالت اور سرحدی علاقوں کی تمدنی حالت۔

1- اندرون عرب کی تمدنی حالت: اندرونِ عرب کا علاقہ کچھ خاص متمدن نہیں تھا۔ علامہ شبلی نعمانی اندورن عرب کی تہذیبی وتمدنی حالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک عیش ونعمت کے سامان بہت کم تھے، مسئلہ حجاب کے شان نزول میں بخاری وغیرہ میں مذکور ہے کہ اس زمانہ تک گھروں میں جائے ضرورت نہ تھی، مستورات رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں۔ ترمذی باب الفقر میں ہے کہ اس وقت تک چھلنیاں نہ تھیں، بھوسے کو پھونک کر اڑاتے تھے، جو رہ جاتا تھا وہی آٹا ہوتا تھا۔ بخاری کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے۔"

2- سرحدی علاقوں کی تمدنی حالت: عرب کے سرحدی علاقے کہ جو بڑی بڑی سلطنتوں کے قریب تھے وہ ان سلطنتوں کے اثرات کی وجہ سے کافی متمدن ہو چکے تھے۔ یمن، حیرہ اور حوران وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کا تمدن موجود تھا۔ یمن کے عظیم الشان قلعوں اور عمارتوں کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ جرمن مستشرق پروفیسر نولد یکی لکھتا ہے کہ:

> "ولادت مسیح سے ہزار سال قبل جنوبی وغربی عرب یعنی یمن جو حمیر اور سبا کا ملک تھا اور جو اپنی بارش گرما کے باعث زراعت کے لئے نہایت موزوں تھا، تمدن کے اس رتبہ تک پہنچ چکا تھا کہ اس کے کثیر التعداد کتبات اور شاندار عمارات کے آثار سے آج بھی ہمارے جذبات مدح وستائش کو تحریک ہوتی ہے۔" ☆